



مَدِیْنَتِ مَكِّيَّه
ظهور حمید بیگم

سک گام

علی حضرت جامع الشریعت والطریق فخر العلماء قدوة اللمین زید العارفین
امام العاشقین مولینا الحاج محمد زکریا کوئی نقی اللہ خرقہ کمر

موجبات اسرار الیقین جز ایک نصیرا بھائی کے بیچنا

اغراض و مقاصد

۱۰ اندوہی بیرونی حلوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام (۲) اصلاح الروم
ایجاد و اشاعت علم دینیہ۔

اقوال و صحوال

(۱) سالہ کی عام قیمت دور پیسہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی پی پانچ آنہ زیادہ خرچ
ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت رسال فرماؤں
گے۔ وہ معاون مقصورہ ہونگے۔ اسے حضرات کے اسماء گرامی شکر یہ کہ کیا تھ
درج رسال ہوا کریں گے (۲) غریب و مفلس اشخاص اور طلبہ کیلئے رعایتی قیمت
سالانہ مقرر ہے۔ (۳) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ بلعنا و صفہ
بھیجا جاتا ہے چندہ رکینیت کم از کم ۴ روپہ یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
(۴) نمونہ کا پرچہ ۳ کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا
جاتا۔ (۵) رسالہ ہر ماہ کی یکم کو بھیرہ سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ محکمہ
ڈاک کی بے غنائیوں اور دیہات کے چھٹی رسالوں کی غفلت کی وجہ سے
اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جس صاحب کو ہ تاریخ
ہم رسالہ ملے وہ اطلاع دیدیا کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت برسوں

منتیجہ رسالہ شمس الالم بھیرہ پنجاب ہونی چاہیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 هُوَ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّشِيرٌ
 وَبِهِدَايَتِهِ تَنْتَضِلُّ
تفسیر سہل
 (بھیرہ پنجاب)

جلد ۲ | باب ۱۰ جون ۱۹۳۲ء بمطابق ماہ صفر ۱۳۵۱ھ نمبر ۶

نمبر	فہرست مضامین	نمبر
۲	از محمد حیات خلیفہ بحالی	(۱) تحقیق المسائل
۵	مدیر	(۲) روافض اور یہود
۱۲	"	(۳) قطع دین اور امت میرزا
۱۴	"	(۴) کذاب تیجا پوری کے دعاوی
۱۵	از قاضی ضیاء الدین صاحب مندوالی	(۵) مناظرہ مندوال
۲۲	از بابو حبیب صاحب کلرک نہراہنسر	(۶) حق صریح در ترویج الوہیت مسیح
۲۶	"	(۷) میرزا صاحب کا دعویٰ نبوت
۳۰	از علی بخش صاحب غامی	(۸) گناہ ہے نظر بر من ننگ
۳۱	مدیر	(۹) شذذات
۳۴	مورخہ	(۱۰) کیفیت کارکردگی
۳۵	از محمد شرف الدین کن سہری	(۱۱) مسئلہ ادنیٰ
۳۸	مینجر	(۱۲) گوشوارہ مداخل و مخارج
۴۰	مدیر	(۱۳) اسرار و نکات
	جمعہ

تحقیق المسائل

(گزشتہ سے چوتھے سلسلہ کیلئے دیکھو رب المجدوری ۱۹۳۲ء)

سوال ۱۰ کیا صاحبین امت کو اندرون مکان سقف وار دفن کرنا جائز ہے۔ کیا اس میں صحابہ کرام دفن کئے وقت کی کوئی سند موجود ہے۔ بدم قباب کی حدیث کا کیا جواب ہے۔
اجواب: میت صلیح کو اندرون مکان سقف وار دفن کرنا شرعاً ثابت اور بلا شک جائز ہے (۱) سید الاولین والآخرین محبوب کبریا سر وار دو عالم سیدنا و مولینا صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مدفون ہونا ظہر من الشمس ہے۔ حضور علیہ السلام کے بعد یحییٰ رضی اللہ عنہم کی تدفین مطابق اتفاق صحابہ رضی اللہ عنہم میں آئی جو اجماع اصحابہ رضی اللہ عنہم کی بین دلیل ہے۔

(۲) فتح الباری شرح صحیح بخاری میں علامہ ابو الفضل شہاب الدین حجر عسقلانی فرماتے ہیں
 قال البيضاوي لما كانت اليهود والنصارى يسجدون بقبول الانبياء تعظيماً لئلا ينسوا انهم ومجبلون اقبلت يتوجهون في الصلوة نحوها واتخذوها اوثاناً لعظم المسلمين
 انهم مثل ذلك قال من اتخذ مسجداً في جوار صالحو فصد التبرك القرب منه لا التعظيم له والتوجه نحوها فلا يدخل في ذلك الوعيد
 تعظيم غار اس کی طرف نہ پڑھی وہ اس وعید میں داخل نہیں۔
 (۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع نوکلشور

جلد اول صفحہ ۶۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی اس حدیث (مندرجہ بالا عن عائشہ رضی اللہ عنہا) سے صاف ظاہر ہے کہ میت کو رتہ حیات و علم حاصل ہے۔ اور اس کی زیارت کی وقت احترام میت واجب ہے۔ خاص طور پر صالحین کو اور ان کے مراتب کے موافق ان کی رعایت کرنا جیسا کہ انکی حیات میں تھا۔ اس لئے کہ صالحین کی مدد بلیغ زیارت کنندگان

دریں حدیث و لیلے واضح است۔ بر حیات میت و علم و سے۔ و لکن واجب است احترام میت نزد زیارت و سے خصوصاً صالحین و مراعات ادب بر قدر مراتب ایشان چنانچہ در حالت حیات ایشان بود زیرا کہ صالحان مدد بلیغ است مر زیارت کنندگان خود را بر اندازہ ادب ایشان۔ (کذا فی شرح شیخ)

مکمل ہوتی ہے۔ خاص طور پر انکے ادب کے اندازہ پر اس طرح سے شیخ کی شرح میں وارد ہے، (۴) علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ہدم قباب کی حدیث کا جواب اور باعث تخریب فرماتے ہوئے۔ ارشاد فرمایا ہے۔

کیا مشرکین جاہلیت کی قبور اکھاری جائیں یہ جائز ہے۔ علامہ فرماتے ہیں۔ یعنی ماسوا الانبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں حلالی میں انکی امانت ہے۔ بخلاف مشرکین کے۔ کہ انکی کوئی حرمت نہیں۔

هل ينش قبور مشركي الجاهلية ای دون غیرہا من قبور الانبیاء و الابرار لما فی ذلک اھا کانت لہم محبت و المشرکین فانہم لا حرمت لہم (فتح الباری)

سوال ع۔ لا شادی کی رسوم میں کچھ گڑبڑ واقع ہو جاتی ہے۔ بعض باتوں کو جائز کہا جاتا ہے۔ اور بعض کو ناجائز جو طریق عروسی موافق طریقہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اس سے مطلع کیا جاوے۔

جواب ع۔ لا زائد رسوم کو چھوڑنا چاہیے۔ اور سادہ طریق سے موافق سنت کئے نکاح کر دیا جاوے۔

سوال ع۔ لا مروسے کا قل یعنی سوم دیگر عام رسمیں، حیلہ اسقاط میت۔ جن طریق سے آجکل مناسبتے جاتے ہیں۔ اور ان کا کرنا میت کے حق میں مفید ہے۔ یا نہ۔ کونسا طریق اختیار کریں۔ کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی حاصل ہو۔ اور میت بھی نواب پائے

جواب ۱۲ :- سوم وغیرہ رسوم اور جیلہ اسقاط خلاف سنت اور ناجائز امور ہیں۔
 بلا کسی قید اور پابندی تاریخ اور دن کے محض بوجہ اللہ فقرا و مساکین کو صدقہ و دیگر ثواب
 اس کا نیت کو پہنچا دیا جاوے۔ تو یہ درست ہے۔

سوال مسئلہ پروردہ کے متعلق بہت اختلاف ہے، ایک متوسط الحال شخص مرد پروردہ
 پروردہ داری (کہ مستورات اندرون خانہ ہیں) کہ اخراجات بیرونی۔ سقار خاکروب وغیرہ
 ادا کرنے کا مقدور نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کی اہلیہ (بی بی) ہی یہ انجام دیتی ہے۔ مطلع فرمائیے
 کہ وہ کیا طریقہ اختیار کرے۔ کہ گناہ سے بچ جائے۔ اور خدا اور رسول کی فرمانبرداری
 نصیب ہو۔

جواب ۱۳ :- ان وجوہ سے عورتوں کو بے پردہ باہر نکالنا درست نہیں ہے۔ اگر
 ضرورت ہو تو برقعہ وغیرہ کیساتھ پردہ کیساتھ ہو۔

سوال ۱۴ :- ایک شخص کے پاس چند زیور چاندی کے اور کچھ سونے کے اور کچھ نقد
 مبلغات اور کچھ سوین (اشرفی) ہیں۔ وہ زکوٰۃ ادا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن بوجہ آجکل سونے
 چاندی کی قیمتوں کے بڑھنے اور گھٹنے کے وہ متردد ہے۔ کہ زکوٰۃ ادا کرنے میں کس قیمت
 کو معتبر سمجھے۔ زیور کے بنانے کی وقت جو قیمت ادا کیگئی تھی۔ یا جو نرخ اب ہے۔ اشرفی
 کی قیمت بحساب سرکاری ۱۵ روپیہ تھی۔ بعض جگہ کم و بیش بھی لکتی ہے۔ قیمت کا اعتبار شرعاً
 کس طرح ہوگا۔

جواب ۱۵ :- اداے زکوٰۃ کی وقت جو قیمت سونے کی ہو۔ وہ قیمت لگا کر چاندی کیساتھ
 شامل کرنے کے زکوٰۃ بحساب ڈھائی روپیہ فی سیکڑہ زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیے۔ اور
 اشرفی کی جو قیمت بوقت اداے زکوٰۃ بازار میں ہو۔ وہی لگائی جائے گی۔ فقط والسلام
 (باقی وارد)

(محمد حیات کان السلام)

۔ غزشتہ رسالہ میں جو محمد امیر علی صاحب نے درج کر دیا تھا اس کا حل ذیل میں درج ہے
 محمد امیر علی صاحب نے فرمایا تھا کہ جو کچھ ادا کیا تو صحیح بن گیا۔ اور اس سے قطرہ جدا کیا گیا یعنی نقطہ
 خم چون نگوں گشت از قطرہ بکشت (خارج بن گیا۔ نیز مد ہوش کے ہوش اڑا دے۔ نیچے مد ہوش
 ہوش ز مد ہوش ز محبت گیسخت) پھر صحیح اور مد کے باہم ملنے سے خم (۴) بن گیا۔ (عبدی کا تب)

روض اور یہود

شیعوں کے مذہب کا اصل بانی عبد اللہ ابن سبا یہودی الاصل باشندہ ہیں تھا۔ عہد فاروقی بطاہر اسلام قبول کیا۔ اور اندری اندر مذہب اسلام کی تعلیمات اور اسلامی شوکت کو برباد کرنے میں لگا رہا۔ مدینہ منورہ سے کوفہ۔ بصرہ۔ و دمشق غرض کئی مقامات پر مقیم رہا۔ ہر جگہ اسے بوجہ شرارت خارج الملک کیا گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے مصر کی طرف نکال دیا۔ مصر میں مسلمین کی ایک تعداد اس کی تم خیال ہو گئی۔ سب سے پہلے امامت کا مسئلہ اسی نے ایجاد کیا۔ یہودیوں کا یہ اندرونی حملہ بہت کارگر ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت۔ جنگ جمل۔ و صفین۔ اور جنگ نہروان میں اسی ابن سبا کی دُستِ مسلمانوں کے درمیان یاہسی جنگ و قتال کا باعث بنی۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے اسکا الزام سیدنا علی کرم اللہ پر لگایا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے سامنے قہیں کھا کر بیان کیا۔ کہ حضرت علی کے حکم سے عثمان رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے ہیں۔ العرض کھلے میدان میں مقابلہ کرنے کی ہمت نہ پا کر یہود نے قحچہ خیمہ کے بعد اپنے مکرو فریب۔ جلی خباثت اور چال بازیوں سے مسلمانوں کے شیرازہ اتفاق کو برباد کر دیا۔ اسی زمانہ میں ایران کے مجوسی اپنی نزار سالہ جاہ و حشمت کی بربادی۔ و فتنہ کا دیانی کی یا مانی اور خاندان کسریے کی ہلاکت پر گریان و نالاں تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتوحات کا آغاز ہوا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مجاہدین نے سلطنت ایران کو کھپل کر رکھ دیا۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ نہادند کے موقع پر مجوسیوں کی آخری شاع امید بھی جاتی رہی۔ ان کا آخری بادشاہ نیند جزو کس میرسی کی حالت میں مقام مرو کسی پل چکی والے کے ہاتھ مارا گیا۔ مجوسیوں کے دل میں ہر ستم خلفائے کرام کے خلاف بغض و عداوت کا جو غش ہو جزن تھا۔ خاندان کسریے میں سے ایک شہزادی شہزادہ کا نکاح

حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا۔ جس سے امام زین العابدین توند ہوئے
 قدرت اُن کے دلوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ وان کی اولاد سے محبت پیدا ہوئی
 سادات کو آل نور شیر وال سمجھ کر ان کو برسرِ اقتدار لانے کے سامنے ہوئے۔ ان
 سب نے مجوسیوں کی آرزو اور توقع سے فائدہ حاصل کیا۔ اور مجوسیت اور یہودیت
 کا ایک مرکب مذہب ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لئے مذہب شیعہ کو سب
 سے زیادہ فروغ ایران میں ہوا۔ اور اہلکتاب ایرانیوں کے دلوں میں خلفائے ثلاثہ
 رضی اللہ عنہم کے خلاف بغض و حسد کے جذبات موجود ہیں۔

(الغرض)۔ جو بات تلوار سے حاصل نہ ہو سکی۔ وہ کفار نے مکر و فریب سے حاصل
 کر لی۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اس فتنہ کے استیصال کیلئے پوری قوت سے
 کام لیا۔ اپنی خلافت کے زمانہ میں متعدد دفعہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما
 کی تشریف خطبات کہے۔ اپنی خلافت میں اعلان فرمایا۔ من فضلی علی ابی بکر جلیلاً
 حدّاً لغیرتی۔ جو مجھے ابوبکر پر فضیلت دیگا۔ اسے میں مغزی کی حد لگاؤں گا۔ یعنی اسی
 دوسے لگائے جائیں گے۔ ائمہ سادات نے خلفائے راشدین کے فضائل
 متتام سے بیان فرمائے۔ اس کی مثالیں مذہب شیعہ کی معتبر کتب میں بکثرت
 موجود ہیں۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں من الذند
 من ہو کا (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۴۴) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابوبکر
 افضل میں عمر سے اور میں ابوبکر و عمر کی فضیلت کا منکر نہیں۔ (اجتاج ص ۲۰)

امام باقر نے فرمایا جو ابوبکر صدیق کو صدیق نہ کہے خدا اس کو دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے
 (کشف الغمہ) انکرا کی ان تصریحات سے مذہب شیعہ کا قلع قمع ہو جانا لازمی تھا۔
 مگر اس مذہب کے چالاک بانیوں نے مسئلہ تبقیہ ایجاد کر کے اسے بچا لیا۔ یعنی ان کے
 نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ظاہر و باطن کیسا نہ تھا۔ مصلحت وقت کو دیکھ کر تبقیہ
 کر دیتے تھے۔ ورنہ دراصل انکا مذہب مخفی رہا۔ جس کا علم سوائے انکے چند خاص صحابہ
 کے کسی کو نہ ہو سکا۔ وہ مصاحب کون تھے۔ ان کی حقیقت بھی کتب شیعہ کے

کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ شیعہ روایاں حدیث میں زراہہ بن امین زیادہ معتد ہے۔ امام جعفر صادق نے زراہہ کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ یہود و نصاریٰ سے زیادہ شریک ہے۔ (رجال کشی ص ۱۱) خدا کی لعنت ہو۔ زراہہ پر اس نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے۔ (رجال کشی ص ۱۵) اسبطرح دوسرے روایوں کے متعلق بھی ائمہ کے ارشاد موجود ہیں۔ مگر ان سب کا جواب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ تقیہ پر عمل کرنا فرض ہے۔ جو تقیہ نہ کرے۔ اسے دین نہیں۔ تقیہ اللہ کا دین ہے۔ نوحہ دین کا تقیہ میں ہے۔ (دکانی وغیرہ کتب شیعہ) ائمہ کرام کے یہ بدترین دشمن ایسے صادق و راستبازانوں پر کذب بیانی کا الزام قائم کر کے خدا سے نہیں ڈرتے۔ ابن سبأ کا فریب چل گیا۔ اور قیامت تک کیلئے امت مسلمہ فرقہ بندی میں مبتلا ہو گئی۔

شیعوں کی مستند کتاب اطواق الحامیۃ بحوث امامت میں سوید بن غلفہ سے یہ روایت ہے۔ جو کتب آفتاب ہدایت سے اس کے نقل کی جاتی ہے۔

انہ قال مرات بقوم ینقصون انابکم
وعمرنا خیر علیہ وقلت لو کلا انہم
یرون انک تظہر ما اعلنوا ما جہتہ
علی ذلک فقال علی اعوذ باللہ جہما
اللہ ثم خفض وخذ بیدی وادخلنی
المسجد وضعہ المنبر ثم قبض علی الحیتہ
وجعل ینظر للبقاع حقۃ جمع الناس
ثم خطب فقال ما بال قوم یدکرون
۲ خوی را رسول اللہ و زیوہ و
صاحبیہ و سیدی قمریش و ابوی
المسلمین و انابری ممایذکرون
والیہ ۲ عاتب صحبا را رسول اللہ

راوی کہتا ہے۔ میں ایک گروہ کو ملا جو
ابو بکر و عمر کی تنقیص شان کرتے تھے
میں نے حضرت علی کو اطلاع دی۔ اور
اگر کہا کہ اگر تم خفیہ طور سے ان لوگوں سے
متفق نہ ہو۔ تو ان کو ایسے کرنے کی جرات
نہ ہو۔ عداوت ابن سبأ پہلا شخص ہے
جس نے اپنا خبیث باطن ظاہر کیا۔ حضرت
علی نے کہا میں ابن لوگوں سے پناہ مانگتا
ہوں۔ خدا تعالیٰ پر رحمت کرے۔ پھر
آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں داخل کیا۔
خود بمنبر پر چڑھے پھر اپنی ریش مبارک
مٹھی میں پکڑ لی۔ اور وہ سفید تھی۔ آپ نے انہو

صلی اللہ علیہ وسلم بالجہد والوفاء
والجہد فی امر اللہ یا دھرون ویفقیہا
ویقضیان ویجانبان لایروی رسولی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکر لیکھا
رہا یا لایجب لجمہما لایروی عزہما
فی امر اللہ فقبض وهو عنہما لارض
والمسلمون راضون فماتھا وشر
فی امرہما وسیرتھما راخی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وامرہما فی
حیاتہ وبعد موتہ فقیضا علی
ذالک راحمہما اللہ فوالذی خلق
الخبۃ وبنار لسمہ لایجبہما الا
مومن فاضل ولا یبغضھما الا
شقی مارق وجبہما وتربۃ
وبغضھما مروق

بر کریش پر گرنے لگے۔ آپ مسجد
کے مکانات دیکھنے لگے۔ حتیٰ کہ لوگ
جمع ہو گئے۔ پھر خطبہ شروع کیا۔ کیا
حال ہے اس گروہ کا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بھائیوں
دووزیروں اور آپ کے دو یاروں
قریش کے دو سرداروں مسلمانوں کے
دو باپوں کا امانت سے ذکر کرتے ہیں
میں انکی اس جرات سے بیزار ہوں
اور میں انہیں ایسات پرستراؤ تو تگا
وہ رسول خدا کے دو بھائی تھے جو جدو
جہد اور وفاداری سے احکام الہی کی
تبلیغ کرتے تھے۔ امر و نہی کرتے اور
فصل خصوصیات اور مخبروں کو سزا دیتے
تھے۔ رسول خدا ان کی رائے کے برابر

کسی کی رائے نہ سمجھتے تھے۔ نہ ان کی محبت کے برابر کسی کی محبت تصور نہ فرماتے تھے
کیونکہ آپ نے ان کو کار خدایں مستعد اور مضبوط پایا۔ ان ان سے راضی گئے اور تمام
سلمان ان سے راضی رہے۔ انہوں نے اپنے کام و دستور میں حضور کی مرضی
مبارک سے آپ کی زندگی میں تجاؤ نہ کیا۔ اور آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی
پوری اتباع کی۔ اسی بات پر دونوں کی وفات ہوئی۔ خدا کی ان پر رحمت ہو۔ مجھے
اس خدا کی قسم ہے۔ جس نے دائہ کو چیرا اور زوج کو پیدا کیا۔ ان کا دوست مومن
کامل ہے۔ اور ان کا دشمن بد نصیب خارج از اسلام ہے۔ ان کی محبت باعث
قرب الہی ہے۔ اور ان کی عداوت موجب زوال ایمان ہے۔

اس سے بڑھکر شیخین کے فضائل و مناقب میں صاف بیانی اور کیا ہو سکتی ہے۔ امام
 الائمہ شیخ غلام اکرم اللہ وجہہ نے وضاحت سے مذہب شیعہ کی تردید میں خطبہ رشتا
 فرمایا جس کا اظہار یہ لفظ سے ہوتا ہے۔ اندرونی جوش آئندوں کے ذریعہ انھوں
 سے باہر نکل آیا۔ اس گمراہ قوم نے شیخ خدا کو رالایا انگلیں کیا۔ مگر انہیں اس سے
 کیا غرض تھی یہ انہیں راویاں قرآن کو جھٹلانا مقصود تھا۔ اس لئے صحابہ کرام کے
 خلاف مٹا غن کی اشاعت ہوتی رہی۔ قرآن میں تحریف کے قصے تراشتے گئے
 اور اس کھلی گمراہی و دشمنی کے باوجود شیعیان علی کے نام سے اپنے کو موسوم کرتے رہے
 اسی کتاب میں دوسری جگہ یوں لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا
 لعن اللہ من اضمہ لہما الا الحسن المجمل خدا اس شخص پر لعنت کرے جو ان دو بزرگ
 دسیزی علی و ابی طالب کو شکر اللہ ثم ادسل و غرض کی نسبت سوائے خیر و خوبی کے
 الی ابن سبار فسیروہ الی الملائک و اپنے دل میں رکھتا ہے۔ وہ اس کا ترجمہ
 قال لا تساکن فی بلدۃ کبداء و یکھد لیگا۔ پھر آپ نے ابن سبار
 کی طرف حکم بھیجا کہ اس مدائن سے نکال دیا۔ اور حکم نافذ فرمایا۔ کہ یہ کسی ایک بستی میں
 اقامت کرنے نہ پائے۔

مگر یہ خناس شرارت سے باز نہ آیا۔ جنگ نہروان کے بعد حضرت امیر علیہ السلام
 کو معلوم ہوا کہ ایک گروہ بسرگردی ابن سبار انہیں الوہیت کا مرتبہ دے رہا ہے
 حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس تمام گروہ کو محاس کے سرغنہ ابن سبار
 زندہ آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ آگ میں جل رہے تھے۔ مگر یہی کہتے رہے کہ ہم گمراہی
 دیتے ہیں کہ اے علی تو ہی خدا ہے۔ اور ہم اپنے امتحان و ابتلا میں ثابت قدم ہیں۔
 (استغفرہ اللہ)

ابن سبار واصل جہنم ہوا۔ مگر اس کی نگاہی ہوئی آگ کے شرار سے
 اب تک اسلامی دنیا میں امن و امان کو مفقود کئے ہوئے ہیں۔ یہ آگ
 کسی سے فرو نہ ہو سکی۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں اپنا

اپنا سر دیکر مسئلہ تقیہ کو غلط ثابت کیا۔ مگر تقیہ بازوں کا دام فریب نہ ٹوٹا۔ اور مذہب شیعہ کے داعی اندر ہی اندر تقیہ کی آڑ میں اسلام کی بنیادیں کھوکھلی کرتے رہے۔

تاریخ طبری میں عبد اللہ ابن سبا کے منافقانہ اسلام کا ذکر موجود ہے علاوہ انہیں ابن سبا کا یہودی ہونا اور مسئلہ امامت وغیرہ کا موجد ہونا کتب شیعہ سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ شیعہ مجتہد ائمہ آبادی اپنی تصنیف منہج المقال میں لکھتا ہے۔

فَانظُرْ اِلَى عِبَادَةِ الْكُشِيِّ ذَكَرَ بَعْضُ عِبَارَتِ كُشِيِّ دِيْكَهُو۔ بعض اہل علم نے اَهْلَ الْحِلْمِ اِنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ سَبَا ذَكَرَ كَيْفَ سَبَّابِ يَهُودِي كَانِ يَهُودِيًّا وَاِسْلَمَ وَدَاخِلِيًّا عَلِيًّا وَكَانَ يَقُولُ وَهُوَ عَلِيٌّ يَهُودِيٌّ يَتَّبِعُ يَهُودِيَّةً وَحَتَّى مُوسَى بِالْغُفِّ فَقَالَ بَعْدَ اِسْلَامِهِ بَعْدَ قَاتِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسلام کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ فی علیٰ مِثْلِ ذَالِكَ فَكَانَ اَوَّلَ وِسْمِ كِي وَفَاتِ كِ بَعْدَ عَلِيٍّ كِ بَارَه مِنْ اَشْهَرِ بِالْقَوْلِ بَعْضُ اِمَامَةٍ فِي اِيْلَا خِيَالِ رَكْهَتَا تَقَا۔ اور وہ پہلا عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاظْهَرَ الْبَرَاءَةِ مِنْ اَعْلَاكَ شَخْصِ سِے جِس نے فَرَضِيَّتِ اِمَامَتِ وَكَاشَفَ مَخَالِفَتِهِ وَكَفَّرَ هَمْدًا مِنْ هَمْدِنَا عَلِيٍّ كَا اِعْلَانِ كِيَا۔ اور ان کے اعدائے سے قَالَ مِنْ خَالَفِ الشَّيْعَةَ اَصْلَ تَبَرَّا كِيَا۔ علی کے مخالفین کو برا کہتا۔ اور ان التَّشْيِيعَ وَالْفِرْقَ مِنْ اِلَهِ يَهُودِيَّةٍ كُو كَا فَرَقًا رَدِيَّتَا تَقَا۔ یہی وجہ کہ مخالفین شیعہ کہتے ہیں کہ تشیع اور رخص کی اصل بنی یہودیت پر ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ تبرائی۔ فرضیت امامت امامت وغیرہ کا آغاز ابن سبا نے کیا تھا۔ اور وہی ایسے مسائل کا بانی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انفس

کو کئی امور میں یہود سے مشابہت حاصل ہے۔ اور ان کے کئی مسائل کا ماخذ یہودیت ہے۔ مثلاً -

(۱) یہود کہتے ہیں کہ امامت کے لائق حضرت داؤد علیہ السلام کی آل ہی ہے۔ اسی طرح رافضی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی اولاد کے بغیر کوئی امام نہیں ہو سکتا۔
(۲) یہودی کہتے ہیں کہ بغیر خروج دجال جہاد نہیں۔ اسی طرح شیعہ بغیر خروج امام مہدی ناجائز کہتے ہیں۔

(۳) یہودی ستاروں کا انبوه نظر آنے پر نماز مغرب پڑھتے ہیں۔ اسی طرح رافضی بھی تاخیر کے قائل ہیں۔

(۴) یہود اور روافض طلاق اور عدت کے منکر ہیں۔

(۵) یہود نے تورات میں تحریف کر دی۔ اور روافض نے قرآن میں تحریف کی ہے ایڑی سے لیکر چوٹی تک زور لگایا۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ چنانچہ ان کی وضع کی ہوئی سودہ فود وستان المذائب میں موجود ہے۔

(۶) یہودیو شیخ بن نون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دھی خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح روافض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دھی و خلیفہ بلا فضل اعتقاد کرتے ہیں۔

(۷) ہر دو مذاہب میں خرگوش۔ جری۔ مہاسی۔ طحال۔ ارنب۔ وغیرہ حرام ہیں۔
(۸) ہر دو مذاہب میں مسیح علیٰ الحنفین ناجائز ہے۔

(۹) بعض شیعہ جبرئیل علیہ السلام کے دشمن ہیں۔ اسی طرح یہودی بھی۔

(۱۰) شیعہ مٹی کی ٹکیہ پر سجدہ کرتے وقت اپنا ماتھا رکھتے ہیں۔ اسی طرح یہودی بھی

(۱۱) یہود نے عزیر کو ابن اللہ کہا۔ روافض کے بعض فرقوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدائی کا مرتبہ دیا۔

(۱۲) ہر دو مذاہب کے پیرو۔ پیشاب کے بعد ڈھیلانا نہیں لیتے۔

(۱۳) عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے لئے جان دیکر کفارہ ہوئے اسی طرح شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہمارے بدلہ میں شہید

میں لکھا اصول کافی ص ۱۵۹ پر امام موسیٰ کاظم کا قول درج ہے۔ کہ اکثر شیعوں پر غضبناک ہوا اور مجھ کو اختیار دیا ہے۔ کہ یا تو میں اپنی جان دوں۔ یا وہ ہلاک ہو جائیں۔ پس میں اپنی جان دیکر ان کو بچاتا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک وہ جلیل القدر امام ان کے بدلہ میں کفارہ ہوئے۔
(باقی وارو)

قطع دین اہمیت میراثیہ

عبداللہ تیما پوری مدعی نبوکا چیلنے

خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَادِيلِ لَا خُذْنَا مِنْهُ إِلَّا جُوعًا وَحَنَافً يَّامِينَ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔ (سورہ الحاقۃ ص ۱۱)

یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور صداقت کے اظہار کیلئے

نازل ہوئی۔ تقول میں جو ضمیر ہے۔ اس سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے یہ خاص رسول کوئی جھوٹی بات کہتے تو ہم یہ سزا دیتے

بعض الاقادیل میں بعض کے لفظ سے ثابت ہے۔ کہ اس آیت میں جھوٹے مفتری کا ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس بعض کے لفظ نے جھوٹے ملہم کو خارج کر دیا۔ کیونکہ

جھوٹے ملہم کے تو عام الہامات جھوٹے ہوتے ہیں۔ علمائے امت نے اس آیت سے ابھی مراد لیا ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی

رحمۃ اللہ نے تفسیر عزیزی میں اس آیت کو صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا سچے انبیاء کے ساتھ خاص ثابت کیا ہے۔ رسالہ شمس الاسلام جلد امبرہ

میں اس مسئلہ کو بسط و وضاحت سے بیان کیا گیا تھا۔ آج تک کسی میرزا الہی جبریدہ

گو اس کی تردید کی ہمت نہیں ہوئی۔ میرزا کی اصول کے مطابق آج عبداللہ تیار پوری
مذہبی ثبوت صادق تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ میرزا کیوں کافر ملے ہے۔ کہ وہ تو اس کے
قدم چومیں۔ اور اس کی غلامی اختیار کر لیں۔ وہ اس کے دلائل کو توڑ کر دکھائیں۔
میرزا صاحب قادیانی اور ان کی امت اس آیت کو سچے دھوٹے ملہ کیلئے میا
صدقت قرار دیکر اسے ایک قاعدہ کلیہ قرار دیتے ہیں کہ مفسری ہلاک ہو جاتا
ہے۔ اور جو ہلاک نہ ہو۔ وہ سچا ہوتا ہے۔ میرزا صاحب نے قطعاً قرآن و سنت
مختلف قرار دی ہے۔ آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵ و اعجاز احمدی میں ۱۲ سال۔
ضیاء الحق ص ۱۶ سال۔ ایام صلح میں ۸ سال

ایام صلح اردو ص ۳ میں ۲۵ سال۔ انجام آٹھ ص ۱۰ میں ۲۰ سال بیان کئے
ہیں۔ مگر انجام آٹھ ص ۱۱ پر مفسری کا جلدی ہلاک ہونا از روئے قرآن و تورات ضروری
بتلایا ہے۔ میرزا کیوں اسے اسی قاعدہ کلیہ سے فائدہ اٹھا کر عبداللہ تیار پوری اپنی
کتاب محاکمہ آسمانی مطبوعہ ۱۳۲۸ھ ص ۱۳ پر دکن کے صفحہ ۳۱ پر میرزا کیوں کو
حسب ذیل الفاظ میں چیلنج دیا ہے۔

”اللہ پاک کا آسمانی قانون ہے کہ مفسری علی اللہ درجہ ثانی ما بعد من الشریین
السلطنت اور حکم و عدل ہونے کا دعویٰ کرے۔ پھر اپنی صداقت میں
ابہام حق کے جاری کرے۔ اور لوگوں کو اطاعت حق میں اپنے اتباع کی
طرف بلائے۔ ماننے والوں کو خوشخبری اور نہ ماننے والوں کو عذاب
حق سے ڈراوے۔ ایسے شخص سرکار آسمانی کا باغی ہے۔ ایسے مدعی کا
دست پہن گرفت کر کے رگ گردن کاٹ دی جائے گی۔ اس عاجز
پر حیف آسمانی نازل ہوئے دسواں سال ہے۔ اللہ پاک نے خاکسار
کے عروج کیلئے دس پانچ پندرہ سال کا ابہام نازل کیا ہے۔ اگر
کسی دشمن خلافت کو مقابلہ منظور ہے۔ تو اس کیلئے میدان مباہلہ جوڑو
اگر حوصلہ ہوتا تو آئیں“

یہ کتاب ۱۳۲۲ھ میں لکھی گئی تھی۔ گویا سنہ ۱۳۵۵ھ میں اس کتاب طبع ہوئے
سولہ سال ہو چکے ہیں۔ عبد اللہ تیماپوری اب تک زندہ موجود ہے۔ اور اس کے
دعویٰ نبوت پر ۲۶ سال کا طویل عرصہ گزرا چکا ہے۔ دکن و میسور میں اس کے
سینکڑوں اشخاص معتقد ہو چکے ہیں۔ اب تک کئی کتابیں تالیف کر چکا ہے۔
اس نے اپنے سلسلہ کا نام سلسلہ محمدیہ رکھا ہے۔ اسی کتاب محاکمہ آسمانی کے
مذہب پر لکھا ہے۔

یہ کتاب ۱۳۲۲ھ میں لکھی گئی۔ اس سے قبل ۴۴ سال سے الہامات
شروع تھے۔ مگر ۱۳۲۲ھ سے وحی کا اعلیٰ مرتبہ شروع ہوا۔

گویا الہامات کا دعویٰ کئے ہوئے۔ ۵۶ سال ہو چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ میرزاؒ
عبد اللہ تیماپوری کے دعویٰ نبوت کا انکار کر دے۔ اس عبد اللہ مذکور کے اقوال
کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔ اہل اسلام کو میرزاؤں کے دجل و فریب و تاویلات
رکبہ کا اس سے اتنا مزہ ہو سکے گا۔ اگر یہ لوگ واقعی مفسری علی اللہ کی قطع و تین
سو معیار صدق کذب سمجھتے ہیں۔ تو اب کذاب تیماپوری کے سلسلہ میں داخل ہونے
سے محترز کیوں نہیں۔

کذاب تیماپوری کے معاویؓ

محاکمہ آسمانی و بارہ نبوت مسیح موعود قادیانی و مہدی موعود صاحب قرآنی۔ انھم و
عدل ربانی مامورین اللہ محمد عبد اللہ منظر اول قدرت ثانی تیمانی۔ مطبوعہ نعمت پریس (دکن)
(۱) حضرت صاحب (میرزا) کا مرتبہ شہود تک عروج تھا۔ مقام وجود تک
انکی رسائی نہ تھی۔ خاکشاہد و ملت کا منظر بنا ہے۔ اللہ پاک نے اس
عاجز کے سلسلہ کا نام طریقہ محمدیہ رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے الہامات
میں اسی راز کیطوت اش رہے۔ کان ۲ اللہ نزل من ۲ لستما
رجاء النور و هو افضل منہ۔ یعنی وہ بھی منظر خدا ہو گا۔ اور

نہ انکار اپنے تحریر میں سمجھ پایا۔ اس کے دونوں مرتب کا جامع قرار پانے کے علل محمد و احمد پرورد

بعض کمالات استعداد یہ میں حضرت مسیح سے افضل ہوگا۔ اے قوم احمدی اس میرے حق ظاہر کرنے پر غصہ مت ہو۔ کیا خدا کے کلام پر رے کرتے ہو تے دیکھنا نہیں چاہیے۔ آخر مسیح کے الہام پر رے ہونا ہے یا نہیں مامورینِ حق اللہ کے کہتے ہیں۔

- (۱) روح القدس اپنے انوار و برکات کیساتھ صحابی رنگ میں ہمیشہ مامور کی طرح رہتا ہے۔ (۲) جس وقت بولنے لگھڑا ہوتا ہے۔ تو یہ نور اپنے روشنی کی طرح زیادہ روشن ہو کر کلام کرتا ہے۔ کہ فلان بیان پر زور دو۔ خطبہ میں بارہا ہم نے تائیدِ قدسی کو اس رنگ میں پایا ہے۔ (۳) بعض وقت وہ خود زبان پر قابض ہو کر بولنے لگتا ہے۔ اس میں مامور کے ارادے کو دخل نہیں رہتا۔ (۴) کسی کام میں بغرض ہو فوراً اس کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ الا اس صورت میں اگر اس میں کچھ مصلحت (اُتی ہو۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض نمازوں میں بھولنا۔ اور اس سے امت کو سہو مسئلہ معلوم ہونا۔ (۵) مامور مرسل کے دماغ سے کبھی کبھی نہایت عمدہ خوشبو نکلتی ہے۔ (۶) بعض وقت کلام میں گہی یا دودھ کا مزہ آتا ہے۔ (۷) کسی کے حق میں دعا کرنے کیلئے خود بخود تحریک ہوتی ہے۔ تو وہ دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ (۸) جب بستر پر سوتا ہے۔ تو تمام دن کے اعمال و تشریفات میں پیش ہوتے ہیں (۹) بعض سخت محنت کے کاموں کو وہ ڈر کر کجا نہیں لاتا۔ تو اس کے وجود پر ایک اور طاقت قبضہ کر کے وہ کام کراتی ہے۔ جو خدا کے یہاں اس کا کرنا لازمی ہوتا ہے۔ (۱۰) اور ایک عجیب راز میں نے دیکھا ہے۔ عشقِ نمازوں میں ایک ہی وقت دو قرأتیں پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی نطیبا پر سورہ فاتحہ پر پڑھتا ہوں تو اندر سے سورہ طہ یا فیس۔ یا اور کوئی سورہ پڑھنے کی آواز سنتا ہوں۔ اے بفضلِ الہی مامور کو تیس سے چالیس مردوں کی قوتِ عشق

عطا ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض حالت میں وہ انزل کیلئے جب تک اپنی رفتار
شعری ظاہر نہ کرے۔ انزال نہیں ہوتا۔ اس سے میں نے حوران بہشت
کے راز کو پایا ہے۔ یہ سب خدا کا فضل ہے صفحہ ۹۔

اب بھی جبریل علیہ السلام کی طاقت قدسی خدا کے کامل بندوں پر نازل ہوتی ہے
صفحہ ۱۰۔ اہام اللہ صلی علی محمد عبد اللہ صفحہ ۱۱۔

ایک وقت بیداری کے کشف میں خاک را اپنے وجود کو سر سے پیر تک دیکھا کہ
وہ فور سے پر نور تھا۔ نورانی جسم ہونے کو جو سے میری پیٹ بٹھے نظر آئی۔

میرے دونوں شانوں کے درمیان مہر ثبوت کا عکس دکھایا گیا۔ صفحہ ۱۱۔

حضرت صاحب میرزا، میں ملی اکتساب الہی درجہ پر تھا۔ کئی استاد آپ کو
ایک زمانہ تک تعلیم دیتے رہے۔ لیکن وحی غل ثبوت جو آپ پر نازل ہوئی

وہی ہے۔ خاک را کی استعداد نزول وحی دونوں وہی ہیں۔ حضرت صاحب

کا اہام ہے۔ وجہ حادث ۲۲ نور و ہوا افضل منٹ۔ آپ نے لکھا ہے

کہ بعض کمالات استعدادیہ میں وہ مجھ سے افضل ہوگا۔ یہ نشان خاک را کے

وجود سے پورا ہوا۔ (صفحہ ۱۱)

باد و جو دان تمام خوشخبروں کے خاک را کو اس انعام الہی کا اقرار ہے۔ کہ حضرت

غلام احمد مسیح موعود اور یہ خاک را مہدی مہود و سرور خدا کی طرف سے مامور

و مرسل ہونے کی وجہ سے ہم دونوں آپ میں بھائی بھائی ہیں۔ ایک دوسرے

کے ظل ہو کر ایک میوے کے دو پھا تک ہیں۔ یا ایک تخم کے دو دال دانے

ہمارے سرور کے ملاپ سے دو زمانی عروج اسلام کا آغاز ہوا ہے جو لوگ

ہم میں تفریق کرتے ہیں۔ وہ ہم میں نہیں۔ بلکہ اپنے ایمان کے تخم میں تفریق کرتے

ہیں۔ یا ایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ ص ۱۹۔

کتاب تیما پوری نے مسئلہ ۳۱۸ میں کتاب سود کا مسئلہ قدسی فیصلہ شائع کی تھی۔

اس میں سے حسب ذیل اقتباسات قابل غور ہیں۔

صفحہ ۵۔ سود کے متعلق فیصلہ ہونے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مبارک نے دربار خداوندی میں استدعا کی میری امت سود کے معاملہ میں مخالفین اسلام کے دام میں پھنسیں کر دین و دنیا کو برباد کر رہی ہے۔ لہذا اس عاجز خادم الاسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کو دربار آسمانی میں طلب کیا گیا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر تھے۔ آپ کی استدعا پر تیرہ روح القدس سود کے متعلق جو کچھ آسمانی فیصلہ ہوا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ سود حفاظت۔ سود اجازت۔ سود تجارت۔ سود زراعت۔ سود غنیمت۔ سارے بارہ روپیہ سالانہ تک سود لینے کی اجازت دی گئی۔

صفحہ ۶۔ سود کی شرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہونے پائی تھی۔ وہ اس زمانہ کیلئے خدا کے مامور کے ذریعہ ہونا تھا۔ صفحہ ۷۔ یہاں تک تحریر کرنے بعد کشفی حالت ہوئی۔ آسمان سے ایک نورانی ہرے رنگ کا طوطا یہ کہتے ہوئے نازل ہوا۔

مسکے سود کا فیصلہ بہت صحیح ہے۔ پھر ابہام ہوا۔ سنیکڑہ سارے بارہ روپیہ سالانہ سود کی آخری حد ہے۔ صفحہ ۸۔ خدا کے فضل سے ۲۵ سال سے کلام حق سے شرف ہو کر خدمت کر رہا ہوں۔

کذاب تیماروی اپنی کتاب رحمت آسمانی میں اپنی امت کیلئے حسب ذیل آسمانی ہم پہنچاتا ہے۔

(۱) بیس کی بجائے ماہ رمضان میں صرف تین روزہ رکھنے کا حکم (۲) عورتوں کو اپنے رشتہ داروں میں بے پردہ رہنے کی اجازت (۳) سارے بارہ روپیہ سنیکڑہ سالانہ سود لینے کی اجازت۔ رحمت آسمانی صفحہ ۷۔ میں میرزا غلام احمد قادیانی کو ظلی نبی مانتا ہوں۔ (رحمت آسمانی صفحہ ۲۵)

مناظرہ مذہب و مال

۱۲ اپریل ۱۹۳۲ء کو مذہب و مال تحصیل فتح جنگ ضلع کا ملپور میں قادیانیوں سے مناظرہ ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے شیر اسلام مولانا مولوی محمد کرم الدین صاحب ریس بھییں ضلع جہلم مناظر قرار پائے تھے۔ جن کے مقابلہ کیلئے میرزا محمود صاحب نے قادیان سے دو عالم مولوی محمد الدین اور مولوی محمد نذیر (مولوی فاضل) منتخب کر کے بھیجے تھے۔ مناظرہ سنسنے کیلئے بے شمار خلق حذا جمع ہو گئی تھی قادیانی کہنے لگے کہ ہم حیات و ممات مسیح پر بحث کریں گے۔ لیکن فاضل بھیں نے فرمایا کہ اصل بحث میرزا صاحب کا صدق و کذب ہے۔ اگر آپ ان کو صادق ثابت کریں گے۔ تو ان کے باقی عقائد و مسائل پر بھی بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر جھوٹے ثابت ہو گئے۔ تو ان کا کوئی دعویٰ یا عقیدہ بھی قابل تسلیم نہ ہوگا۔

قادیانیوں نے پہلی ہی بات پر اصرار کیا۔ تو شیر اسلام نے میرزا صاحب کی مشہور کتاب برائین احمدیہ ص ۹۹ سے وہ عبارات پڑھ کر سنائیں۔ جن میں میرزا صاحب نے آیات قرآن سے استدلال کر کے اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ بیشک مسیح مسمیٰ طوط پر دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور جلال و جبروت سے اسلام کو اقطار عالم میں پھیلا دیں گے۔ جب میرزا صاحب پہلے خود حیات مسیح م کے حامل ہو چکے ہیں۔ تو ان کا دوسرا عقیدہ و وفات مسیح م بحکم (اذنا تحاضاً تساقط) قابل التفات نہیں ہے۔ قادیانی مولوی اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور میرزا صاحب کے دعاوی والہام زیر بحث آگئے۔ مولانا محمود ج نے وہ الہامات و عبارات ان کی تصانیف سے پڑھ کر سنائیں۔ جن سے توہین رسول اکرم م اور توہین اہلبیت رسول ۱۲ اور توہین دیگر انبیاء بالخصوص توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہے۔ حاضرین یہ باتیں سن کر میرزا صاحب آیت **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً**

رحمۃ للعالمین۔ اور آیت مبشر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ اور حدیث قدسی
 ولولک لکما خلقت الافلاک کا مصداق خود بنتے۔ اور اپنی کتاب
 براین احمدیہ کو قرآن کریم کا ہم پلہ بلکہ قرآن پاک کو اپنی منہ کی باتیں بتاتے ہیں
 اور سے صد حسین است در گریبا غم۔ اور ایک قم سے جو علی سے
 افضل ہے۔ کہہ کر عزت رسول کریم کی تحقیر کرتے ہیں۔ لا حول پڑھنے لگے
 قادیانی مولوی بہت سٹ پٹائے۔ مولوی محمد زید چلا اٹھا۔ کہ صد حسین است
 میرزا صاحب کا قول نہیں ہے۔ یہ محض افتراء ہے۔ فاضل بھین نے انکا
 پورا شعر پڑھ کر سنایا

کربا نیست سیر بر آغم * صد حسین است در گریبا غم
 اور کہا اگر قادیانی مولوی میرے اس حوالہ یاد یگ کسی حوالہ کو جو میں مرزا جی تصدق
 سے پیش کردہ غلط ثابت کر دیں۔ تو فی قولہ سورہ پید انعام دینے کو تیار ہوں
 تب میرزا میوں کو ہوش آگئی۔ اور مولوی فخر الدین نے مان لیا۔ کہ فی الواقع
 یہ میرزا صاحب کا مقولہ ہے۔ پھر الہام کو لاکے لکھا خَلَقْتُ الْاَفْلَاقَ
 کو لولاک لکھا خَلَقْتُ الْاَفْلَاقَ۔ (ابسر لام والفاء) غلط پڑھا۔ تو فاضل
 بھین نے راجہ پیر بخش خان انعام خوار سرگروہ میرزا ثیاں مندوال سے مخاطب
 ہو کر فرمایا۔ کہ ایسے جاہل کو میرے مقابلہ پر لائے ہو۔ جس کو زیر و زبر کی بھی
 تیز نہیں۔ میرزا ئی اپنے مولوی کی قابلیت کا ماتم کرنے لگے۔ اور مناظر مولوی
 پر کچھ ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بالکل زبان بند ہو گئی۔ ہر چند کہا گیا کہ کھڑے
 ہو کر تقریر کرو۔ لیکن اس کو بر گزرا ت نہ ہو سکی۔ دوسرا مولوی محمد زید کچھ بڑبڑانے
 لگا۔ تو مولانا نے اسے یہ کہہ کر روک دیا۔ کہ تم ہی کھڑے ہو جاتے۔ جب دوسرا
 مناظر قرار پا چکا ہے۔ تو کم کو بولنے کا کوئی حق انہیں ہے۔ چونکہ نوجوان محمد زید
 کے چہرے پر ڈر بھی مسنون نہ تھی۔ ہماری طرف کے ایک مبلغ مولوی چن پر
 شاہ صاحب نے فرمایا۔ کہ پہلے مسلمانوں کی سی شکل بناؤ۔ پھر شیر اسلام

سے بات کرنا۔ محمد نذیر صاحب بھی شرمندہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اور میرزائی مولوی بالکل ساکت ہو کر بیٹھ گئے۔ حاضرین مجلس نے فتح اسلام اور شیر اسلام زندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند کئے۔ میرزائی نہایت شرمندہ ہوئے۔ ان کی اس وقت ایسی زبوں حالت تھی کہ زمیں میں جگہ ملے تو گھس جائیں۔ حاضرین مجلس نے کہا کہ میرزائی مولویوں کی ثواب ترک کی تمام ہو گئی ہے۔ آپ میرزا جی کے دعاوی و الہامات پر روشنی ڈالیں۔ فاضل بھیہیں نے تقریر شروع فرمائی۔ میرزا صاحب کی تصانیف حقیقۃ الوحی۔ کتاب البریتہ۔ کشتی نوح۔ براہین احمدیہ۔ انجام آتھم۔ ازالہ ادھام۔ وغیرہ سامنے ممبر پر رکھی تھیں۔ میرزا صاحب کا دعائے نبوت و رسالت جملہ رسل بلکہ رسول اکرم ص سے افضلیت کا دعوئے خدا ہو کر نئی زمین اور نیا آسمان بنانے پر انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرنے (کتاب البریتہ ص ۷۹) خدا کے بیٹے کے قائم مقام ہونے انت منی بمنزلہ ولدی۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۷) میرزا جی کا خدا کے پانی سے مخلوق ہونا۔ اور دوسرے مخلوق کا خشکی سے (انت من ماء کما دھم من خل حقیقۃ الوحی ص) میرزا صاحب کا مرد سے عورت (مریم) بن کر حاملہ ہونا۔ پھر دروزہ سے بیتاب ہو کر عیسیٰ کیپہ چینا (کشتی نوح ص ۷۷) میرزا جی کو حیض آنا۔ میرید وٹ (ان یروا طمثک) (حقیقۃ الوحی ص ۷۳) خدا کے سامنے پیشگوئیوں کی مثل میں کر کے سرخی سے دستخط کرانا۔ خدا کا دستخط کرتے وقت قلم چھڑکنا اور میرزا جی کے کرتے اور عبد اللہ سنوڑی کی ٹوپی پر قطرات گرنا۔ حقیقۃ الوحی ص ۷۵ زمین و آسمان کا خدا میرزا کی تابع ہونا۔ بلاد ص و السماء معک کما هو۔۔۔ (حقیقۃ الوحی ص) خدا کا نام (عنا اللہ) ناقص اور میرزا کا نام کامل ہونا۔ یم ۲ سمک ولا یم اسمی (ازالہ ادھام) میرزا کا خدا کا تھی و انت یا گوہر سے ہے۔ اپنا عا ج (براہین احمدیہ ص ۵۵) میرزا کا خدا خطا کار بھی ہے۔ انی مع الرسول حبیب اخطی و اصبیب (حقیقۃ الوحی ص) میرزا صاحب کے پاس ایک عجیب فرشتہ (یچی۔ یچی) کا نزول (حقیقۃ الوحی ص ۷۵) وغیرہ وغیرہ سچا صفتہ و سطر سنا کر شیر اسلام نے میرزائیت کے پرچے اڑائے

میرزائی صاحبان مہ اپنے مولوی صاحبان کے سرنگوں دم بخود بیٹھے ہوئے۔
 یا لیتا کتا شہزادہ کا ورد کر رہے تھے۔ اہل سنت و جماعت سلمان مارے
 خوشی کے اپنے جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے۔ میرزائی شرم کے مارے کہیں منہ
 منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ جاہل انہی وزہقی الباطل ان الباطل کات
 دھوقا علاقہ سواں میں اب میرزائیت کا بالکل سد باب ہو گیا یہاں
 اہلسنت و جماعت کو یہ عظیم الشان فتح مبارک ہو۔ والسلام
 (راقم قاضی ضیاء الدین ازمنذ وال تحصیل فتح جنگ ضلع کامل پور)

حق صریح

دہتر دہید
 الوہیت ریح ۴

(بابوصیب اللہ صاحب امر شری)
 الحمد للہ ادب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین
 وعلیٰ الہما و اوصیاءہم جمعین

مذہب کا مہینہ ہے۔ سردی کا فوری ہوتا ہے۔ موسم بہار آ رہا ہے۔ باغوں کی
 طرف نظر دوڑاؤ۔ ہر جگہ پھول کھل رہے ہیں۔ درختوں پر تازے پتے عجب بہار
 دے رہے ہیں۔ غرضیکہ یہ موسم بھی طبیعتوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس مہینہ کی
 ساتویں تاریخ کو جمعہ کے دن عصر اور مغرب کے درمیان شہر کی کوتوالی کے نزدیک
 ہی دامنہ طرف کے ایک باغ میں سکویوں کے ٹکڑے چھل قدمی کر رہے ہیں۔ مگر
 ایک کونے میں پانی کے نل کے پاس ایک بچہ پردہ و اشتیاق بیٹھے ہوئے آپس میں
 مذہبی بات چیت کر رہے ہیں۔ اور ان میں سے ایک صاحب مسیحی مٹھوڑ نامی
 ہیں۔ اور دوسرے مسلمان محمدیوسف نامی ہیں۔ ناظرین کی دلچسپی کیلئے اس گفتگو

ذیل میں درج کیجاتی ہے ؟

مسلمان حضرت مسیحؑ کے بارے میں آپ لوگوں کا کیا عقیدہ ہے
 مسیحی ۔ ہم سچی لوگ خداوند یسوع مسیح کو محض خدا نہیں کہتے ۔ خدا نے جسم
 کہتے ہیں ۔ یعنی خدا جسم میں ظاہر ہوا جیسے یسوع مسیح کو ہم لوگ خدائے کامل
 جانتے ہیں ۔ ویسے ہی اس کو انسان کامل بھی جانتے ہیں ۔ انسانیت کے اعتباراً
 سے وہ ابن آدم کہلاتا ہے ۔ اور الوہیت کی جہت سے ابن اللہ ہے (تحقیق الایمان ص ۱۲۲)
 مسلمان آپ جو مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں ۔ اس پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے ؟
 مسیحی ۔ خداوند یسوع مسیح حقیقی معنی سے خدا کا بیٹا ہے (حل الاشکال ص ۳۲)
 اور مسیح نے خود کہا ہے کہ میں خدا کا اکوٹا بیٹا ہوں (تحقیق الایمان ص ۱۲۲) انجیل
 کی آیتوں میں مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے (متی ص ۱۶) (منقح الاسرار ص ۱۲)
 مسلمان (۱) انجیل لوقا کے باب ۳ کی آیت ۳۸ میں حضرت آدم کو خدا
 کا بیٹا کہا گیا ہے ۔

(۲) پیدائش کے باب ۵ کی آیت ۴ میں ہے ”ان دنوں میں زمین پر جبار
 تھے ۔ اور بعد اس کے بھی خدا کے بیٹے آدمیوں کی بیٹیوں کے پاس گئے تو ان
 سے لڑکے پیدا ہوئے ۔“

(۳) ہوسیع کے باب ۱ کی آیت ۱ میں ہے ”جب اسرائیل لڑکا تھا میں
 نے اسے عزیز رکھا ۔ اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا ۔“

(۴) اتواریخ کے باب ۲۸ کی آیت ۶ میں ہے ۔ ”کہ خدا نے مجھے (داؤد)
 کو کہا کہ تیرا بیٹا سلیمان میرے لئے اکھربار گا ہی بنا دیگا ۔ کیونکہ میں نے اسے
 جن لیا کہ میرا بیٹا ہو ۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا ۔“

(۵) متی کے باب ۵ کی آیت ۹ میں ہے ۔ ”مبارک ہیں وہ جو صلح کرتے
 کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے ۔“

(۶) متی کے باب ۵ کی آیت ۴۵ اور باب ۶ کی آیت ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

۱۵۵۱-۱۶۲۷ میں الفاظ ”تہا را آسمانی باپ“ مسیح کہے منہ سے نکلے ہوئے درج ہیں۔

(۵) سموائیل کے باب ۷ کی آیت ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ میں لکھا ہے کہ حضرت تانہ بنی کو خدا نے حضرت داودؑ کے بارے میں فرمایا:

”اور جب کہ تیرے جن پورے ہوں گے۔ اور تو اپنے باپ داودؑ کو کیا سوسوہیگا۔ تو میں تیرے بعد تیری تہا کی جو تیرے صلب سے ہوگی، برا کر ونگا اور اس کی سلطنت کو قائم کروں گا۔ اور میں اس کا باپ ہوؤں گا۔ اور وہ میرا بیٹا ہوگا“
خوف :- ان مقامات میں خدا کے پیارے اور مقرب بندوں کو ”خدا کا بیٹا“ کہا گیا ہے۔ پس انہیں معنوں سے انا جیل اربعہ مروجہ میں مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ نہ یہ کہ وہ لوگ اذ مسیح خدا کے جز ہوتی۔

مسیحی :- یسوع مسیح نے اور آدمیوں کی طرح تولد نہیں پایا۔ بلکہ صرف خدا کی قدرت سے بن پاپ مریم کے پیٹ سے اس طرح پیدا ہوا۔ کہ خدا نے دینی روح اس میں پھونک دی اور یہ مسطور ہوا کہ وہ خدا کی روح اور اس کا کلمہ ہے۔ اور یہ باتیں قرآن کی آیتوں میں مذکور ہیں (مقتضی الاسرار ص ۵)

مسلمان :- (۱۶) بیشک قرآن کریم میں ثبات مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے خدا کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام کا ماں اور باپ کے بغیر پیدا ہوتا۔ تو اس سے بھی بڑھ کر عجیب ہے۔ (سورہ آل عمران پ ۳)

اور نیز دیکھو پیدائش باب ۲ آیت ۷۔ اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ بخسار لوقا میں باب ۳ کی آیت ۳۸ میں حضرت آدم کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے،

عبرانیوں کے باب ۷ کی آیت ۳ میں ملک صدق شالیم کے بادشاہ کی نسبت لکھا ہے کہ:- ”یوہا باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے۔ نہ اس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا“

(۳) آپس کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح کو ”کلمۃ اللہ“ یعنی خدا

کی طرف سے ایک پاک کلمہ) اور "روح من اللہ" (یعنی اللہ کی طرف سے ایک روح) کہا گیا ہے۔ اور رسول اللہ (خدا کی طرف سے ایک بنی) بھی فرمایا ہے۔ مطلب یہ کہ وہ خدا کے مقرب اور صالح اور پیارے بندے تھے۔

مسیحی :- مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا اہل اسلام نے از روئے قرآن تسلیم کیا ہے۔ اور اچیلے موتے بشری طاقت سے بالاتر ہے۔ اور فقط الوہیت سے مخصوص ہے۔ پس خاصۃ الوہیت میں سوائے مسیح کے کوئی دوسرا شریک نہیں کبھی کسی اور بنی نے مردہ زندہ نہیں کیا۔ (حقائق قرآن ص ۵) اور انجیلوں میں بھی لکھا ہے کہ مسیح نے مردوں کو زندہ کیا تھا۔

مسلمان :- آپ کا یہ کہنا کہ اچیلے موتے بشری طاقت سے بالاتر اور فقط الوہیت ہی سے مخصوص ہے (سراسر غلط ہے۔ اور قرآن مجید اور اسلامی عقیدے سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔ اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ مردوں کو زندہ کرنا اللہ کے اذن کیساتھ پیغمبروں کا معجزہ تھا۔ اور اولیاء اللہ کی کرامت اور یہ بات فقط الوہیت سے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ جس پیغمبر یا جس ولی کے ہاتھوں پر ایسا کام صادر ہوا۔ اس نے خدا کے حکم سے ایسا کام کیا۔ آپ کا یہ فرمانا کہ کبھی کسی رسول نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ (م بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح ۴ سے پہلے حضرت ایلیاہ (الیاس) حضرت ایسحاق اور حضرت خرقیل علیہ الصلوٰۃ نے مردوں کو زندہ کیا تھا۔ جیسا کہ سلاطین اوّل باب ۱۷ آیت ۲۲ سلاطین دوم باب ۲۲ آیت ۴ تا ۵ - سلاطین سوم باب ۱۳ آیت ۲۰ - ۲۱ - حرقی اہل باب ۱۷ آیت ۳ تا ۴ میں لکھا ہے۔

مسیحی :- خداوند مسیح نے خدا کا لفظ بھی اپنے ساتھ منسوب کیا ہے۔ یعنی اپنے قیام کے بعد حقو کا کو جو اس کے شاگردوں میں سے تھا اجازت دی کہ اسے خدا کہے۔ جیسا کہ یوحنا کے ۲۰ باب کی آیت ۲۸ - ۲۹ میں ذکر ہے کہ حقو مانے مسیح کو کہہ دیکو کہ کہا کہ اے میرے خداوند۔ اے میرے خدا (مفتاح الاسرار ص ۱۸)

مسلمان :- واضح ہو کہ بائبل مردہ میں بزرگوں کو سجدہ تعظیمی کرنے کا ذکر بعض جگہ موجود ہے۔ اور اللہ کا لفظ حکیموں کیساتھ ہی منسوب ہوا مفتاح الہی شیعہ صاحب کراخیل یوحنا کے باب ۱۰ کی آیت ۳۲ تا ۳۶ میں لکھا ہے۔

ریسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے اپنے باپ کے بہت سے اچھے کام دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کے لئے مجھے پتھرا کرتے ہو۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا اور کہا کہ ہم تجھے اچھے کام کے لئے نہیں بلکہ اس لئے پتھرا کرتے ہیں کہ تو کفر کہتا ہے۔ اور انسان ہو کے اپنے تئیں خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کیا تمہارا شیعیں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا۔ اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو۔ تم اسے جس کو خدا نے مخصوص کیا۔ اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر کہتا ہے۔ کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ نیز دیکھو حل الاشکال ص ۳۹) اسکا انجیل یوحنا میں توصات صاف لکھا ہے۔ کہ جب یہودنا مسعود نے حضرت مسیح سے الفاظ کہ (میں خدا کا بیٹا ہوں) سنے تو انہوں نے سمجھا کہ مسیح کفر کے کلمے کہتا ہے۔ کہ انسان ہو کے اپنے تئیں خدا بناتا ہے۔ تو اس کی تردید حضرت مسیح کو یوں کرنی پڑی۔ کہ میں نے تو اپنے تئیں صرف خدا کا بیٹا ہی کہا ہے۔ مگر تمہاری شرع یعنی توریت میں تو حاکم کو اور بزرگوں کو اللہ یا خدا کہا ہے (حل الاشکال ص ۳۹) چنانچہ زبور کی باب ۸۲ کی آیت اول میں ہے کہ :-

”خدا کی جماعت میں خدا کھڑا ہے۔ انہوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔“

اور آیت چھ میں ہے :-

میں نے تو کہا تم اللہ اور تم سب حق تعالیٰ کو فرزند ہو۔“

مسیحی :- خداوند مسیح نے خداوند تعالیٰ نے اپنے شاگردوں ہی سے بلکہ بہت دفعہ یہودیوں اور ان کے معلموں کے آگے بھی صریحاً اپنی الوہیت کے مرتبہ کا بیان اور اقرار کیا ہے۔ (مفتاح الاسرار ص ۱۸)

مسلمان :- حضرت مسیح نے خداوند تعالیٰ کی توحید کا اور اپنی رسالت کا بیان اور اقرار کیا ہے۔ جیسا کہ انجیل یوحنا کے باب ۱ کی آیت اول و تین میں ہے۔ یسوع نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر کہا کہ اے باپ ہمیشہ زندگی یہ ہے۔ کہ وہ مجھے خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔

پس ہمیشہ کی زندگی ہم مسلمانوں ہی کے پاس ہے کیونکہ ہم لوگ خدائے برحق کو واحد نبی ایک مانتے ہیں۔ اور اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ مسیح کو خدا نے بھیجا تھا۔ یعنی مسیح خدا کا نبی رسول اور پیغمبر تھا۔
(حبیب اللہ کلرک نہراوتر)

مرزا صاحب قادیانی کا دعویٰ ہوتا

لاہوری مرزا یونہی کے مکائد پر نظر

(از جناب پیر زادہ محمد بہار الحق صاحب قاضی خطیب جامع مسجد راولپنڈی)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات سے یہ امر بھی ہے کہ ان کے پاس جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں۔ لیکن اولیاء کرام کا الہام جبریل علیہ السلام کے توسط سے نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ دینی کتابوں میں کثرت سے ملتا ہے یہاں صرف چند خوالوں پر ختم کرتا ہوں۔۔۔
اس اولیاء کا الہام بذریعہ جبریل نہیں ہوتا۔
حدیث شریف میں ہے کہ :-

عن قال جبریل علی نبیاً وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یا رسول اللہ
ہذا اخر موطئی الارض انما کنت حاجتی فی الدنیا۔

مظاہر حق شرح و ترجمہ مشکوٰۃ تتمہ جلد چہارم ص ۶۸ مطبوعہ مطبع قیومی کراچی
یعنی جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زمین پر یہ میری آخری آمد
ہے۔ دنیا میں آپ ہی میری حاجت تھے۔

مولینا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
(۲) ”پرسیدہ آنحضرت ایں کیفیت کہ بائست یہ جبریل م جبریل عم گفت ایں
ملک الموت است یا رسول اللہ و ایں آخر عہد من است بدینا بعد از تو و آخر عہد
تست بدینا و نخواہم آمد بر هیچ یکے از اولاد آدم بعد از تو و فرود نمی آیم بر زمین بعد از تو
(مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۵۶ مطبوعہ ۱۲۷۵ مطبع فخر المطابع)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے جبریل، تمہارے ساتھ کون ہے
انہوں نے عرض کی کہ یہ ملک الموت ہیں۔ اور حضرت جبریل نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ یہ دنیا میں میرا آخری دور ہے۔ آپ کے بعد اس کا زمانہ بھی دنیا میں
آخری زمانہ ہے۔ میں آپ کے بعد کسی انسان کے پاس نہیں آؤں گا۔ اور نہ میں
آئیکے بعد زمین پر آؤں گا۔
اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۵ میں لکھا ہے۔

(۳) گفت جبریل ۴ ایں آخری سیر کردن من است زمین را و تو بودی حاجت من از
دنیا۔ و برائے تو آدم بدینا۔

یعنی جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ زمین پر میری یہ آخری سیر ہے۔
آپ ہی میری دنیا میں حاجت تھے۔ اور آپ ہی کے لئے میں دنیا میں آتا تھا۔
امام عبد الوہاب شہرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

(۴) قال ولوان الوحی علی لسان جبریل علیہ السلام کان باقیاً
بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکان عیسیٰ علیہ السلام ۱۲
نزل لا یحکم بشر لیتما محمد صلی اللہ علیہ وسلم و کان یحکم
بشر عبدالذی یوحی بہ الیہ جبریل۔ ۱۲ لیتوا قیت و الجواہر

فی عقاید الاکابر ج۲ ثانی ۱۸۸۷ء مطبوعہ مصر
 (یعنی) بذریعہ جبریل علیہ السلام کا سلسلہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہوتا۔ تو
 حضرت عیسیٰ ۴ آسمان سے نازل ہونے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت
 کیساتھ مکمل نہ کرتے بلکہ وہ اسی شریعت کیساتھ حکم فرماتے جو جبریل علیہ السلام
 ان پر وحی کرتے تھے مگر دوسری طرف میرزا صاحب کے شیخ چلیانہ تھیل و بلبند
 پر دازی کو دیکھئے۔

میرزا کا دعویٰ کہ جبریل میرے پاس آتے ہیں

جاہلی آیل و اختار و ادا اصعب و اشار ان وعد اللہ ۲۱
 (حقیقۃً لا وحی صلا) یعنی میرے پاس آیل آیا۔ اور اس نے مجھے چن لیا۔ اور
 اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا ہے
 اس عبارت میں جو لفظ آیل ہے۔ اس کے حاشیہ پر میرزا جی لکھتے ہیں کہ اسجگہ
 آیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔

عبارت منقولہ میں میرزا جی نے اپنے پاس جبریل علیہ السلام کا آنا۔ اور بشارت
 دینا ثابت کیا ہے جس سے معلوم ہوا۔ کہ ان کو نبی ہونے کا بھی دعویٰ تھا۔ ورنہ
 وہ ایک ایسے امر کو جو انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا دوسروں میں نہیں پایا جاسکتا۔
 اپنے لئے ثابت نہ کرے۔

(۴) اولیا پر ستر کرامت واجب ہے۔

یہ امر بھی انبیاء کرام کیساتھ مخصوص ہے۔ کہ ان کے لئے دعویٰ کبریت اظہار مجزہ
 واجب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ قوم کا ایمان لانا اس پر موقوف ہو۔ مگر ادیار کیلئے اظہار
 کرامت ضروری نہیں۔ بلکہ ان پر واجب ہے۔ کہ اپنی کرامت الوحیٰ الوسیعہ پوشیدہ
 رکھیں۔ جیسا کہ قباس ذیل سے واضح ہے۔

۲ الفرق بینہما ان الرسول محیب علیہ ۲ ظہار المجرۃ من اجل صلا

اذا توقف ایمان قومہ علیہا بخلاف الولی لا یجب علیہ اظہار الکرامۃ
 انما الواجب علیہ سترہا هذا ما علیہ الجماعۃ وذل الولی تابع والتابع
 غیر مستتر فهو یدعو الی شرفا قد ثبت وتقر علی ید رسولہ فلا
 یحتاج الی اظہار الکرامۃ علی ان بتبع الناس علی ما دعاہم الیہ وقال
 الشیخ فی الباب المحادی والثلاثین وما یتین انما کان الاولیاء یجب علیہم
 ستر الکرامات دون السہل علیہم الصلوۃ والسلام لان الولی متبع
 فهو یدعو الی اللہ بحکائیۃ دعوۃ الرسول الذی ثبت عند کرساۃ
 بلسانہ لبسان یحد ثمن قبل نفسه وقد صار الشرع کلہ مقسرا
 عند العلماء ولا یحتاج الولی الی ایتہ ولا بیئہ علی صدقہ کتاب الوصیۃ
 الجواہری بیان عقاید الاکابر جز ثانی ص ۱۵۱ مطبوعہ مطبعہ مینیہ مصر

دینی، معجزہ اور کرامت میں یہ فرق ہے کہ رسول پر اظہار معجزہ واجب ہے اپنے
 دعویٰ کے سبب سے جبکہ قوم کا ایمان لانا اس معجزہ پر موقوف ہو بخلاف
 ولی کے کہ اس پر اظہار کرامت واجب نہیں بلکہ اس پر اس کا پوشیدہ رکھنا ہی واجب
 اسی پر جماعت کا اتفاق ہے اور یہ ولی تابع ہے اور تابع صاحب شریعت نہیں
 ہوتا۔ پس وہ اس شریعت کی دعوت دیگا جو اس کے متبوع (رسول) کے فہم پر ثابت
 ہے۔ پس ولی کو اظہار کرامت کی ضرورت نہیں کہ لوگ اس کے اس دعویٰ کی
 اتباع کریں جس کے ماننے کی وہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے اور شیخ اکبر نے
 فتوحات مکیہ کی کے باب ص ۲۳۱ میں فرمایا ہے کہ اولیاء پر کرامت کا پوشیدہ
 رکھنا واجب ہے اور انبیاء کے لئے ستر معجزات واجب نہیں کیونکہ ولی
 تابع ہے۔ پس وہ اپنے متبوع رسول جس کی رسالت اس ولی کے نزدیک
 ثابت ہی کے دعویٰ کا اسی رسول کی زبان سے ناقل ہونے کی حیثیت سے
 لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلاتا ہے اور اپنی اس زبان سے کہ جس کیساتھ
 اپنی طرف سے خبر دیتا ہے حالانکہ شریعت کلی طور پر علماء کے نزدیک محقق ہے

پس کوئی دلی اپنی صداقت کیلئے نشان اور دلیل کا محتاج نہیں (باقی دارو)
(مگر صاحب نے عقلی مجہزے تلوشے اور اپنی کرامات کو مستتر کیا)

گلے نہ نظر بر من فلن

اللہ کے پیارے بچن	گلے نہ نظر بر من فلن	میں اپنی تیری چرخن	گلے نہ نظر بر من فلن
اے منظر صدق وصف	گلے نہ نظر بر من فلن	بنکر جمال زارین	گلے نہ نظر بر من فلن
اے دستگیر یکسیاں	گلے نہ نظر بر من فلن	آ آ گدی ہمرو وطن	گلے نہ نظر بر من فلن
کوئی تہیں تو رہی بنیاں	گلے نہ نظر بر من فلن	تجھے چھوڑ کر جاؤں کہاں	گلے نہ نظر بر من فلن
تے عشق کا ہجر ہوں	گلے نہ نظر بر من فلن	لیکن پیاس میں دور ہوں	گلے نہ نظر بر من فلن
کیتی ہجر بچین میں	گلے نہ نظر بر من فلن	نت کر دی رہندی میں	گلے نہ نظر بر من فلن
کر جو گایا ابھیں میں	گلے نہ نظر بر من فلن	پھراں ندی لبیں میں	گلے نہ نظر بر من فلن
دوچہرہ نہ رلا گیا	گلے نہ نظر بر من فلن	کدی آیا یا بلا گیا	گلے نہ نظر بر من فلن
نت بھی دیا پائوں میں	گلے نہ نظر بر من فلن	صبح وشام گانگ آؤں	گلے نہ نظر بر من فلن
قدیر اپنی لے بلا	گلے نہ نظر بر من فلن	سینے سے محکولے لگا	گلے نہ نظر بر من فلن
گا ہی یہاں بہ خدا	گلے نہ نظر بر من فلن	کچھ میرا عقد کسا	گلے نہ نظر بر من فلن
کر سکھیں آسان اب	گلے نہ نظر بر من فلن	رہا ہوں میں حیران اب	گلے نہ نظر بر من فلن
ساتی ملا دوجا اب	گلے نہ نظر بر من فلن	آدے نہیں رام اب	گلے نہ نظر بر من فلن
کران نہ مندی نام دا	گلے نہ نظر بر من فلن	ایہو شعل سچ و شام	گلے نہ نظر بر من فلن
مجھے قدیم سے رما کر	گلے نہ نظر بر من فلن	میرے در و لگی دو اکرا	گلے نہ نظر بر من فلن
اے قید و کعبہ میرے	گلے نہ نظر بر من فلن	مولا میرے آقا میرے	گلے نہ نظر بر من فلن
تیرا تیرے عالمی ہے	گلے نہ نظر بر من فلن	تینڈو درتے خلق مولیٰ ہے	گلے نہ نظر بر من فلن
	گلے نہ نظر بر من فلن	اے نامی شاہ زمن	گلے نہ نظر بر من فلن

مجھے تاب کیا جو بیکاروں تیر غم تیس میں بیکاروں	اے ماہِ رود سرچین فضیلت کن اے جان	گا ہے نظر میں فلک گا ہے نظر میں فلک
دور ماندہ ہوں فریادیں عاصی ہو یہ سائل کہن	مشکل کشا یہاں ہیں گا ہے نظر میں فلک	

شش

شیعوں کے مسلمات میں سے عجیب تر مسئلہ امامت ہے۔ ان کے نزدیک گیارہ سو سال سے امام مہدی غارِ سرمن لاری میں روپوش ہیں۔ ان کے ظہور کا زمانہ ہمیشہ مختلف فیہ رہا۔ صافی شرح اصول کافی میں ہے کہ تین سو تیرہ مخلص شیعہ جمع ہونے تو امام مہدی ظاہر ہو جائیں گے۔ آج تک یہ مومن کھلانے والا گروہ اپنے میں سے ۱۲ ماہ مخلص بھی پیدا نہ کر سکا۔ شیعہ ہر سال تعزویں میں امام غائب کے نام خطوط ڈالتے ہیں۔ اب ردل میں امام کے نام کا نذرانہ ڈالتے ہیں۔ علمائے شیعہ ہر زمانہ میں شیعوں کو جھوٹی تسلیاں دیتے رہے۔ اور امام کے خروج و ظہور کی تاخیریں مقرر کرتے رہے۔ حال ہی میں اخبار شیعہ لاہور میں امام کے خروج کے متعلق حسب ذیل اعلان شائع ہوا ہے۔ جو قارئین کی دلچسپی کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔

در جعفر جامع کی شکل اول اور ایک رسالہ عربی جعفر کے پندرہ کے مرتب سے استخراج ہوتا ہے کہ حضرت کا خروج ۱۳۵۵ھ میں ہوگا۔ بمقتضائے نص قرآنی (یعنی) یوم یجمعون الصیحة۔ صدائے آسمانی ۲۴ تاریخ کو ماہ رمضان یوم جمعہ آتی چاہیئے۔ حساب سے ربیع کے ۲۴ کو حقیقی جملہ ہوگا۔ نیز ۱۰ آیات اور بعض حروف مقطعات سے بھی سند نکلتا ہے۔ علامات سے بھی تائید ہوتی ہے۔ کہ وقت ظہور بہت قریب ہے۔

حزب الانصار بھیرہ کی طرف سے بدعات محرم کے متعلق طول و عرض پنجاب میں اشتہارات تقسیم کیے گئے تھے۔ جن میں ائمہ سادات کے اقوال اور عقل و نقل کی رو سے سینہ کو بی تعزیر داری کو ناجائز ثابت کیا گیا تھا۔

من پسند طبائع پر انکا خاطر خواہ اثر ہوا۔ شیعوں کے گھروں میں اس اشتہار کی بنا پر اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ ان کی خانہ ساز روایات و مراسم کا تار و پود بکھر گیا۔ مگھیانہ کے ایک دیگر کیطرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے۔

جس میں سینہ کو بی جرز و فززع و تعزیر داری کے جواز میں عجیب و غریب دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ رقت قلب کی بنا پر ردنا منع نہیں۔ خوف خدا سے اولیاء اللہ ہمیشہ ردیا کرتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت سے مومنین کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ ذکر شہادت امان سن کر بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ مگر جاہل و دیکر نے نوح علیہ السلام و آدم علیہ السلام و دیگر اولیاء اللہ کے گریہ و زاری کے واقعات پیش کر کے جرز و فززع کو جائز ثابت کرنا چاہا ہے۔ دلیل و دعویٰ میں یہ عجیب تطابق قابل غور ہے۔ اسی قماش کے کسی شخص نے زمین کے گول ہونے پر یہ دلیل پیش کی تھی۔ کہ چاول کا رنگ سفید ہے۔ تعجب ہے کہ تعصب و ضد نے اس گروہ کے علم و عقل پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ہم چیلنج دیتے ہیں کہ کوئی شیعہ یہ ثابت کرے کہ محرم کے ایام میں کسی امام نے تعزیر بنایا ہو۔ سینہ کو بی ہو نوح خوانی کی مجالس قائم کی ہوں۔ اگر ایسے امور کی کوئی سند کسی امام سے نہیں ملتی۔ تو خدا را ایسی بدعات سے پرہیز کریں۔ اور دنیا کو اہل بیت کی ذلت کا نقشہ نہ دکھائیں۔

بعض جاہل یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تعزیر و علم کے جلو سے اسلامی شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایسے جاہلوں کو اسلامی شان و شوکت کی یاد دہانے کا شوق ہو تو جنگ یرموک۔ فتح قادسیہ۔ جنگ بدر۔ فتح مکہ

فتح قسطنطنیہ جیسے اہم و شاندار واقعات کی یاد گار بنا سکتے ہیں۔ اس سے قوم کے اندر دلولہ عمل۔ جوش۔ اور مردانگی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ غیر اقوام پر اسلامی رعب و ہذب قائم ہوگا۔ رونے اور پٹینے۔ اہلیت کی توہین و تذلیل کے جوہر قصبے بیان کرنے میں خاک ڈالنے سے غیر اقوام کے دلوں میں سوائے نفرت کے اور کوئی جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اہل مینود و مسہرہ کے ایلام میں راوی کی شکست اور رام چندر کی فتح کا جشن مناتے ہیں۔ اپنے اسلام کی بددی وقوت کا اظہار کرتے ہیں۔ انگریزوں میں مدعیان اسلام حسین علیہ السلام کی شہادت و مصیبت کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کر کے یزید کی فتح کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار) x

محو کا کے مناظرہ میں میرزا یوں کو شاندار نریکت حاصل ہوئی۔ اس کی تلخ یاد ان کے دلوں سے کبھی محو نہیں ہو سکتی۔ اس خفت و ندامت کو مٹانے کیلئے کذب و دروغ بیانی کی آڑ لی گئی۔ الفضل و فاروق میں ۵۶ میرزا یوں کے نام مع ولایت درج کئے گئے۔ اور ظاہر کیا گیا۔ کہ یہ اشخاص مناظرہ کے دوران میں میرزا ہوئے ہیں۔ اس فہرست میں بعض شیرخوار بچوں کے نام بھی درج کئے گئے ہیں۔ یہ اشخاص ساہن سال سے میرزا یوں کی خفیہ تبلیغ کے زیر اثر اسلام سے مرتد ہو چکے تھے۔ بعض اشخاص کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ انشاء اللہ اشاعت آئندہ میں میرزا یوں کے اس نئے و جہل و فریب کار از آشکارا کیا جائیگا۔ فی الحال الفضل ۳ مئی سے حسب ذیل الفاظ نقل کئے جاتے ہیں۔ فہرست مرتدین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے

و ان میں سے بعض اس طرح کے مخالف تھے۔ احمدیوں کیساتھ باہمی قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے ملتے جلتے تھے۔ اور ہماری مسجد میں نماز بھی پڑھ دیا کرتے تھے۔ مگر انہوں نے تاحال بیت نہ کی تھی۔

یہ الفاظ اپنی شرح خود کر رہے ہیں۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ جیہوٹ لکھتے لکھتے ضمیر کی ملامت پر یہ جھلے بے اختیار اس کی قلم سے تحریر ہو گئے۔ قارئین مزید انکشاف کیلئے رسالہ ماہ آئندہ کا انتظار کریں۔

پکار کر روتی

ماہ مارچ و اپریل میں خاکسار مدیر نے سمندری۔ بشارت۔ بھلہ۔ مرید و دیگر مقامات پر دورہ کیا۔ حزب الانصار کی طرف سے مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی مبلغ مقرر کئے گئے۔ مولوی صاحب ممدوح نے ملک وال۔ ہرن پور۔ کھیڑہ۔ پنڈ داد خان بکسیاں۔ ڈوڈھی بھیرہ۔ سدوال ڈاڑہ وغیرہ مقامات پر حق تبلیغ ادا کیا۔ شہر بھیرہ میں موافق حنہ کا سلسلہ آیام محرم میں جاری رہا۔ کم و بیش پندرہ دغظ ہوئے۔ الحمد للہ اس سال اہلسنت و الجماعت نے بدعات محرم سے قطعی اجتناب کیا۔ کئی شیعہ تابع ہوئے۔ تعزیر داری کی مجالس بے رونق رہیں۔ عاشورہ کے دن جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں پیر سید میر احمد غوث صاحب نقشبندی ترمذی۔ مولانا محمد قاسم صاحب کی زبردست تقاریر ہوئیں۔ دودھ و شربت کی سبیل لگائی گئی تھی کہ ۹ محرم کو شیعوں کی تاروں اور درختوں سے متاثر ہو کر حکام مجاز نے نہایت نامناسب رویہ اختیار کیا۔ شہر بھیرہ کے شرفار و معزز امن پسند اشخاص سے حفظ امن کی ضمانتیں طلب کی گئیں۔ کئی قسم کا اندیشہ نقص امن نہ تھا۔ مگر چھوٹی رپورٹوں پر کارروائی کی گئی اہلسنت کی طرف سے خاکسار مدیر۔ حاجی میاں محمد سعید صاحب مہتہ خوجہ۔ میاں محمد یوسف روڈ بزاز۔ حکیم عبد المجید صاحب۔ غلام قادر صاحب نڈگر۔ محمد شفیع نڈگر۔ محمد سعید صاحب نڈگر۔ مولانا محمد قاسم صاحب۔ حافظ محمد صدیق خوجہ بزاز۔

میاں محمد عمر صاحب گوردازہ خوجہ۔ سے ضمانتیں پانچ پانچ ہزار کی طلب کی گئیں۔ تمام اصحاب نے اس ناجائز کارروائی سے متاثر ہو کر جیل جانا منظور کر لیا۔ اور ضمانتیں دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر افسر مجاز اپنے حکم میں تبدیلی پر مجبور ہو گیا۔ اور تمام حضرات باعزت شہرہ کو جلوس کیا ساتھ اپنے گھروں میں پہنچ گئے۔

مسئلہ اولیٰ

سوال :- کیا حکم ہے امام کی واسطے بعد فارغ ہونے سلام سے آیا اس جگہ بیٹھا رہے۔ جس جگہ اس نے نماز پڑھایا ہے۔ یا کسی طرف کو پھر بیٹھے۔ اگر پھر نہ اس کی واسطے ضرور ہے۔ تو کیا تاویل ہوگی در مختار کی عبارت کی جس میں لکھا ہے کہ امام کو اختیار ہے کسی جانب کو پھر جائے۔ یا اسی جگہ بیٹھا رہے۔ جیسا کہ فی زمانہ عمل بعض علماء کا بسند اس عبارت در مختار کے ہے۔ و خیرہ فی المسیتہ بین نحو میلہ یمینا و شمالا و اما ما و خلفا و ذہابہ لیسہ و استقبالہ الناس بوجہہ بینا و بسند الکتاب جزاءکم اللہ الوہاب۔

جواب :- ہو الموفق و الملمہ للصواب والیہ المرحم والمأب۔ بعد نماز افراد عصر کے امام کو چاہیے کہ دائیں طرف یا بائیں طرف یا پورب طرف پھر بیٹھے و یا تمام نماز سے اٹھ جائے۔ مگر اپنی جگہ پر اس کو پھر بیٹھا کر وہ ہے۔ اور پورب طرف پھر نہ اسی حالت میں چاہیے کہ جب امام کے مقابلہ میں کو شخص نماز نہیں پڑھتا ہو۔ اگر امام کے پیچھے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو۔ تو اس حالت میں پورب طرف نہیں پھرنا چاہیے۔ بلکہ جانب چپ یا راست پھر جائے۔ اور نماز ظہر اور مغرب اور عشاء کے بعد امام کو چاہیے کہ بہت مختصر و عاجز رہے۔ یا بہت ہی مختصر اس اٹھ کر کے سنت کے واسطے کھڑا ہو جائے۔ مگر جس جگہ فرض پڑھتا ہے۔ اس جگہ سنت پڑھنا اس کو مکروہ ہے۔ بلکہ جانب راست یا چپ یا آگے یا پیچھے بہت کر سنت پڑھے۔ یا اپنے گھر یا کو

گم ویر تک فرض کی جگہ پر نہیں بٹھا ہے کہ یہ بھی کیروہ ہے۔ لیکن مقتدی اور منفرد
کیواسطے سب طرح کا اختیار ہے کہ چاہے مطابق احکام مذکور کے مثل امام کے
عمل کرے۔ یا چاہے اسی جگہ بٹھا رہے۔ اور چاہے اس جگہ پر سنت پڑھ لے سب
مانعیں ایک ہی حکم سے۔ وقال فی العالمگیریہ وذا سلم الاقام من اظهر والمغرب
والعشا کمرہ المثلث قاعد المکتہ القوم الی التطوع ولا یتطوع فی مکان
الفریضۃ ولكن ینحرف یمینہ ولسیرۃ او یتاد ان شاء رجع الی بیتہ تطوع
فیہ وان کان مقتدیاً او یصلی وحده ان لیس فی مصلایہ یذو جواز
وکنہ ان قام الی التطوع فی مکانہ مستقبل القبلة والبتی علیہ السلام
سمی هذا بدعة ثم هو بالخیار ان شاء رجع ان شاء رجع فی محرابہ
المطلوع الشمس وهو افضل ویستقبل القوم لو جئنا المرکیں
مسبوق فان کان ینحرف یمینہ او لیسیرۃ والصف والشتا رسوا
هو الصحیح کذا فی الخلاصہ فی الحنفیۃ الاقام اذا فرغ من اظهر المغرب
والعشا یشرع فی السنۃ ولا یشغل باوعیۃ طویلۃ کذا فی التناظر خانہ
وقال فی المنیۃ المصلوف اذا عت صلوۃ الاقام فهو مختار ان شاء
ینحرف عن یمینہ وان شاء ینحرف عن لیسیرۃ وان شاء یتشی علی جوارحہ
وان شاء استقبل الناس بوجہ ذالم یکن بجناہ مصل سوار کان المصلی
فی الصف الاول او فی الصف الآخر والاستقبال الی المصلی مکروہ هذا
اذا المرکیں بعد المکتوبۃ تطوع فان کان تطوعاً یقوم الی التطوع ویکرہ
تاخیر السنۃ عن حال ادا الفریضۃ فان اقام لا یتطوع فی مکانہ بل یتقدم
او یتاخر ویحرف یمیناً او شمالاً یدھب الی بیتہ یتطوع کا الفجر والعصر
وقال فی الخلاصۃ فی الصلوۃ التي لا تطوع بعدھا کا الفجر والعصر سکون
المثلث قاعد الی مکانہ مستقبل القبلة اور کتاب در مختار میں بھی ہی حکم
اس سلسلہ کا لکھا ہے۔ اور در مختار کی عبارت سے ایسا برگہ مفہوم نہیں ہوتا ہے۔

کہ امام اپنی جگہ پر بٹھیا رہے۔ مگر عبارت اس کی مجمل اور مطلب اس کا مشکل ہے
 شخص کے خیال میں مطلب اصلی اس کا نہیں آتا ہے۔ اس وجہ سے جس عالم
 نے بر خلاف اس کے سمجھا ہے خطا کیا ہے غلط سمجھا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے
 کہ در مختار میں وہ مسئلہ منیۃ المصلی سے منقول ہے۔ اور منیۃ المصلی کی عبارت
 لکھی جا چکی ہے۔ کہ اس میں حکم اس مسئلہ کا اسی تفصیل مرقوم الصدر کیا تھا موجود ہے
 اور مخطوطی شرح در مختار میں توضیح اور تنقیح مطلب در مختار کی ہے۔ اسی تفصیل
 کیا تھا مذکور ہے۔ (قوله وخیرہ فی المنیۃ) ہذا الامام بعد فرائض من الصلوۃ
 بعد ہا سنت (قوله وذاہب الیہ) ای فیتطوع ثم فلا یتطوع فی مکانہ فانہ
 مکروہ (قوله) استقبال الناس بوجہ (ہذا الامام فی صلوۃ لیس بعد
 سنت فہو مخیر ان شاء ینحرف عن یمینہ وان شاء ینحرف عن یسارہ
 وان شاء ذهب الی احوالہ وان شاء استقبال الناس بوجہ) انما
 لیکن بخذ انہ مصل سوار کان المصلی فی الصف الاول او فی الصف
 الاخر فان استقبال المصلی مکروہ۔ پس انفس سے اس عالم کی فہم پر
 جس نے در مختار کا مطلب ایسا سمجھا۔ اور بغیر تحقیق مسئلہ کے اپنے فہم کی اعتماد
 پر عمل کیا۔ جن علما کو استہادہ کامل نہیں ہے۔ ان کو در مختار کی عبارت پر صرف
 باعتبار فہمیدگی اپنے ہرگز عمل کرنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ جس مقام پر عبارت میں
 در مختار کے اجمال اور اشکال پایا جائے۔ اسکی تنقیح اور تحقیق بلا غلطہ شروع
 در مختار و دیگر کتب فقہ سے کرنا چاہیئے۔ اور ہر ایک کتاب شکل میں ایسا ہی لحاظ
 چاہیئے۔

وما علینا الا البلاغ المبین واللہ اعلم بالصواب

وهو السميع العليم الحق المبین

(مسئلہ ثانیہ باقی دارد)

(محمد شرف الدین اصلح اللہ حالہ ساکن بھری)

لو شعورہ مدخل مرکزی دفتر حزب النصائبیہ (از یکم جنوری ۱۹۳۲ء تا ۱۳ مارچ ۱۹۳۲ء)

[illegible]

اسرار و نکات

بجواب ابجد حسب ذیل الفاظ کے اعداد قابل غور ہیں۔

رفض + خفت + خارجی + خوارجہ + سنی + حب علی

۱۰۸۰ ۱۰۸۰ ۸۱۴ ۸۱۴ ۱۲۰ ۱۲۰

حب ذیل چھ کلموں میں سے ہر ایک کے بارہ بارہ حرف ہیں +

۱) لا الہ الا اللہ - (۲) محمد رسول اللہ - (۳) ابوبکر الصدیق -

(۴) عمر ابن الخطاب - (۵) عثمان بن عفان - (۶) علی بن ابی طالب

حضرت امام علیہ السلام کے نام مبارک کے آخری حرف ن سے بحساب ابجد

سنت شہادت نکلتا ہے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا امام حسین ۴

کو شہادت جلی عطا ہوئی تھی۔ لہذا اردو کے اسماء کے آخری دو حرفوں سے

سنت شہادت نکلتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کا سنہ بی سے

نکلتا ہے۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا سن شہادت یث سے نکلتا ہے

×



۱) کیا ہوں میں بتلا ہے اک پنج حرفی نام ہوں + صبح غائب ہے تو روشن بھی سرکش
میرا پہلا تیسرا اور دوسرا گزرتا لیں + تینوں ان حرفوں کو گنتی کا عدد بنائیں
سرقلم کرنے بھی چکوں فلک پر ناز سے + یا ترانی سے میں دکھلاؤں تم کو
(فمنکم اسسنت من رعیہ ضلع سیالکوٹ)

(۲) بنام یار من پنج حرف وارد + اگر یک کلم کنی تاہشت ماند

(۳) چشم لافتم کن دن را باز کن + تا شود ساکن دل ویران من

(۴) ہم جو اخباری شد را بواب کرم + رودا شود از سر آب لیم

مرآۃ انصار فی الاسلام

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ہاتھ بڑھائیے۔ اس کے رکھنے والوں کے متصادف کی اشاعت کو پناہ فرمائیے۔ عرصہ زبانی سال تھے جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ قائم ہو چکا ہے۔ ماہواری رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو دھرم رواج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں روافض و مرزائیت کے دام تزیور سے نجات دلانے کیلئے نہایت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ بھیرہ میں ایک عالیشان وقفی کتب خانہ (لائبریری) کا قیام زیر توجہ ہے۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔

کھمبے

شمس الاسلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کریں۔ حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف پورا کرنے کیلئے جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے۔ یقین جانئے کہ رسالہ کا ہر کسی جگہ جانا ایک کل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے کہ جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہ و اہل محلہ چندہ کو کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کریں۔ ایسے امان مساجد کا فرض ہے۔ کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کریں۔

(منیجنگ ڈائریکٹر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب)

مکتبہ

دفتر لاہور میں اسلام پھر میں مندرجہ ذیل تبلیغی کتب کے فروخت سہولت موجود ہے
 ان کتب کو فروخت ان کے خدائی بارگاہ سے اور غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔
 مکتبہ بیچ کر یا بذریعہ وی پی جلد ہی طلب کریں اور اطلاع داریں۔

<p>بارقہ ضیغیہ سناٹوں کی ملیہ ناز کتاب تصنیفات پر مرقعہ نظر قیمت ۳۰</p>	<p>فتاویٰ قتبا الخفہ سند سندہ دینی کے صد کا لا تصفہ فتویٰ ذریعہ ارتداد میرزا نیاں روائف پور قیمت ۵۰</p>	<p>حقیقہ شیعہ ہشت بیچ کے سربتہ اردو کا انتخاب مذہب شیعہ کی مصیبت و مصلحت قیمت ۱۰</p>
<p>اعینہ مذہب شیعہ شیعہ مذہب کے اصول و ذریعہ کا مجموعہ نہایت مفید کتاب ہے قیمت ۲۰</p>	<p>علی جواہر سال ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ کے بیچ موجود ہے کتاب جو ماہ میں قیمت ۱۰</p>	<p>کھمگاؤ و نقاد شیخ کا ایک سالہ انوار جا کار و محصول کا کلیوار مکتبہ بیچ کر مفت طلب کریں</p>
<p>سامع الآثار سامع پر مرقعہ فصل شمار کتب احادیث فقہ و تصنیفات سے اس مسئلہ کو دینی ذیلی ہے قیمت ۲۰</p>	<p>اسلامی سیرت المال زکوٰۃ و صدقات و عشر کے متعلق کتب فقہ کا خلاصہ تمام مسائل کا مجموعہ قیمت ۲۰</p>	<p>سوا کھمرا جس میں مرزا کا مرآتی ہونا اس کی اپنی کلام سے ثابت کیا گیا ہے قیمت ۳۰</p>

ملک + منجر رسالہ "مکتبہ اسلام" (بھیجیں مکتبہ)

کتابیں: شیعہ دینی کتب

مکتبہ اسلام پھر میں مندرجہ ذیل تبلیغی کتب کے فروخت سہولت موجود ہے ان کتب کو فروخت ان کے خدائی بارگاہ سے اور غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مکتبہ بیچ کر یا بذریعہ وی پی جلد ہی طلب کریں اور اطلاع داریں۔